مولانا عبدالقیوم حقانی

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؒ کے ساتھ طالبان کے افغانستان کا ایک یادگار سفر

(مئی ۱۹۹۷ء)

فانی صاحبؒ نے علماء وزعماء کے ساتھ طالبان کے افغانستان کا ایک تاریخی سفر کیا تھا ذیل کا مضمون اس کا ایک اقتباس ہے جو علمی ادبی حوالے سے بہت دلچسپ ہے۔۔۔۔۔(حافظ محمد قاسم حقانی)

ابھی حضرت گل حقانی سے مذاکرہ جاری تھا کہ اچانک جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور سابق مدرس مولانا شمس الرحمان حقانی اپنے اساتذہ کی آمد کا سن کر اپنے فوجی ہیڈکوارٹر غنی خیل اولسوالی سے طورخم گمرک پہنچ گئے۔ جہاں ہم لوگ بیٹھے تھے، ان کے آنے سے رونقِ محفل دوبالا ہوئی کہ اپنے بے تکلیف دوست بھی ہیں اور مخلص تلمیذ بھی۔ میں نے اپنے مہمان دوست مولانا ابو طاہر اسمٰعیل مدظلہٗ سے ان کا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا کہ مولانا ایک جید فاضل، ایک لائق مدرس، ایک محقق عالم ہونے کے ساتھ ساتھ اوّلین روز سے میدان جنگ کے نڈر سپاہی اور تحریک طالبان کے اوّلین کارکن بھی ہیں۔ اس وقت اس علاقہ کے اولسوال (حکمران) ہیں۔ تحریک طالبان کے دوران جامعہ حقانیہ میں تدریس کرتے رہے اور تحریک میں عملاً بھرپور شرکت بھی کرتے رہے۔ تو اس پر مولانا محمد ابراہیم فانی صاحبؒ نے برجستہ شعر پڑھا ......

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

تو محفل کشت زار زعفران بن گئی۔

مولانا ابو طاہر اسمٰعیل مدظلہٗ نے اسی پس منظر اور پیش نظر کے حوالے سے کچھ اشعار سنائے، تو طالبان کی کامیابی اور فتح مبین کا ذکر چل پڑا۔ مولانا محمد ابراہیم فانی نے اس موقع پر فتح مبین کے حوالے سے کلام سنایا جو جامعہ حقانیہ میں فتح کابل کے موقع پر ''فتح مبین'' کانفرنس کے حوالے سے لکھا گیا تھا جس کے چند اشعار نذرِ قارئین

ہیں ......ے

یہ فتح مبیں فتحِ کابل مبارک | بفضلِ مبیں فتحِ کابل مبارک
زباں ہے یوں مشغول حمد خداوند | بسجدہ جبیں فتحِ کابل مبارک
جہاد مقدس کی تکمیل ہوگی | مرے ہم نشین فتحِ کابل مبارک
خدا نے رکھی لاج نام عمر کی | امیر امیں فتحِ کابل مبارک
ذلیل اور خائب ہوئے سارے دشمن | کھلا بابِ دین فتح کابل مبارک
ہے فانی عاجز کا ادنیٰ سا تحفہ | بقلب حزیں فتح کابل مبارک

غنی خیل کے لئے روانگی:

طورخم پھاٹک کے طالبان کا اصرار تھا کہ ہمارا ان کے ہاں زیادہ سے زیادہ قیام ہو مگر مولانا شمس الرحمان حقانی اور ان کے رفقاء نے کہا کہ ہم نے غنی خیل اولسوالی میں پہلے سے استقبالیہ کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اور ظہرانے کا اہتمام بھی کیا ہے۔ اس دوران وائرلس کے ذریعہ غنی خیل سے مہمانوں کے انتظار اور یہاں سے انہیں جلد رخصت کرنے کے تاکیدی پیغامات بھی مل رہے تھے۔ جب غنی خیل کے لئے روانگی ہوئی اور دفتر سے نکل کر گاڑیوں کی طرف آنے لگے تو جامعہ حقانیہ کے قدیم فاضل اور معروف استاذ فقہ وحدیث اخونزادہ نعیم الدین حقانی نے میرا ہاتھ پکڑ کر سامنے کی پہاڑیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ شمشاد (غونڈ) پہاڑیاں کہلاتی ہیں ان تمام پہاڑوں میں طالبان پھیلے ہوئے اور مورچہ بند ہیں ان پہاڑوں پر چڑھنے کی مسافت میں چار گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔

تخیل کی بلند پروازیاں:

طالبان کے ساتھ معیت کے یہ لمحات رحمت ہی رحمت تھے۔ ادھر طویل مدت بسیار دعاؤں' اور شدید انتظار کے بعد باران رحمت کی بوندا باندی بھی شروع ہوگئی۔ طالبان نے اس کو ہم گنہگاروں کی آمد کے حوالے سے نیک فال خیال کیا۔ فانی صاحب نے کہا ......ے

اب کے پھر برسات میں گنجِ شہیداں پر چلیں
آسماں روئے گا اور اپنی غزل گائیں گے ہم

ایک عظیم تاریخی یادگار دن:

اب چاروں طرف باران رحمت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ فضاء میں خشکی بھی تھی اور رحمت بھی اور نور بھی۔ ہم اپنے تخیلات کی دنیا میں مست تھے کبھی بدر واحد کا خیال آتا، کبھی حنین وتبوک کا تصور، کبھی اصحاب خندق کی قربانی رلاتی کبھی قادسیہ ویرموک کی داستانیں سامنے آتیں، کبھی شاملی اور تھانہ بھون کا منظر ہوتا، کبھی

بالاکوٹ کے شہداء کی روحیں متصور ہوتیں، اسی ایمانی فضاء میں روحانی تصورات نے ولولہ تازہ دیا ایمان کو جلا ملی۔ مولانا ابو طاہر اسماعیل نے بے ساختہ کہا خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ پاک نے اپنی زندگی میں ایک اسلامی اور خالص اسلامی حکومت دکھادی ہے میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ ایک طویل ترین تاریخی تسلسل میں خالص اسلام نظام، حکومت کے انخلاء کے بعد مجھے اللہ نے ایک خالص اسلامی حکومت دکھادی ہے۔فانی صاحب جوش مسرت سے بے قرار ہوگئے اور بے اختیار پکار اُٹھے، سبحان اللہ......

اک شور ہے میں نے تجھے پہچان لیا ہے
ہر آنکھ مرا ذوق نظر مانگ رہی ہے

فضاءِ بدر:

مولانا فانی نے مولانا ابو طاہر اسماعیل کا یہ ارشاد سن کر بات مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہا: حضرت! خدا کی نصرتیں اب بھی شامل حال ہوسکتی ہیں، فضاءِ بدر چاہئے، فضاءِ بدر، اور فرمایا:

فضاء بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

عظمت ورفعت کے باوصف عجز وانکسار کا اظہار:

اب ہمارا قافلہ جلال آباد مگر اس سے قبل مولانا شمس الرحمان کی اولسوالی غنی خیل کے لئے رواں دواں ہوا۔تو طالبان نے اپنے روایتی انداز میں اپنے اساتذہ اور اضیاف کے اکرام میں کاروان ترتیب دیا۔ مسلح گارڈ زبردست سرکاری پروٹوکول کے باوصف بے تکلفی، وارفتگی، عقیدت اور خلوص ومحبت اور تواضع وانکسار کے جذبات سے معمور جذبہ شہادت اور جوش جہاد سے بھرپور کاروان سوئے منزل رواں دواں ہوا۔کان لگا کر سنا تو فانؔی صاحب گنگنا رہے تھے ......

آواز دے رہے ہیں تقاضے نئے نئے
اب گفتگوئے کاکل و رخسار کیا کریں

طالبان افغانیوں کے لئے امن وعدل اور نفاذِ شریعت کی ضمان ہیں:

میرا بارہا ان راستوں پر گزر ہوا ہے۔مجددی ربانی اور مسعود کے دور نامسعود میں میدان شہر اور درہ نور کے علاقوں میں جانا ہوتا تھا۔اپنے مخلص رفیق حافظ محمد صفی اللہ معاویہ (حال مدینہ منورہ) بھی میرے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ چند چند کلومیٹر پر پھاٹکوں کے سلسلے، ٹیکسوں کا بے ہنگم نظام، لوٹ مار کا طومار، بچوں اور بچیوں کی چھینا چھپٹی، دن دہاڑے لوٹ مار، اسلام کے نام پر آنے والے حکمران مظلوموں سے خدا کا واسطہ سنتے تو غضب ناک ہوجاتے، بخشش کی درخواست یا مظلوم کی فریاد سنتے تو مطلوبہ ٹیکس دوہرا کردیتے، وہ لوگ جنہیں جنگ کا تجربہ تھا، جرنیلی اور

جہادی قیادت میں نامور تھے ۔حکومت اور نظام حکومت کے سلسلہ میں بلند بانگ دعوے کرتے تھے خواہ وہ کمیونسٹ حکمران ہوں یا ربانی ،حکمتیار ،مسعود سیاف جیسے جہاں دیدہ اور تجربہ کار سیاست مدار' سب کا نام اب گالی بن چکا ہے ۔ان کے مقابلے میں عمر کے کچے ، ناتجربہ کار بچے ،سندات اور ڈگریاں کہاں؟ ابھی تو بے چارے طالبان ہیں مگر افغانستان کے مسلمانوں کے لئے دارالامان ہیں راحت' سکون' امن عدل اور نفاذ شریعت کی ضمان ہیں ۔میرا یہ تجزیہ سن کر فانی صاحب نے ایک شعر میں دلچسپ تبصرہ کر دیا ،فرمانے لگے ...... ؎

کچھ نہ کچھ اہل جنوں ہر دور میں باقی رہے
اِک اگر لٹتا رہا اک کاروان بنتا رہا

ادب' حیا اور احترام اساتذہ کا ایک نمونہ:

کاروان سوئے منزل رواں تھا۔مولانا شمس الرحمٰن حقانی کے اصرار پر احقر کاتب الحروف برادرم مولانا محمد ابراہیم فانی اور ضیف مکرم مولانا ابو طاہر اسماعیل ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے ۔ڈرائیونگ خود مولانا شمس الرحمٰن کر رہے تھے ۔ایک عظیم مدرس' ایک محقق عالم اور ایک پاکباز نوجوان' ایک بےلوث کمانڈر' ایک بے ریا مجاہد اور ایک کامیاب حکمران اب خود ڈرائیونگ کر رہا تھا۔اسے اس بات پر مسرت تھی کہ وہ اپنے اساتذہ کو لئے جا رہا ہے مگر اس وقت حیرت ہوئی جب ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھ کر مولانا شمس الرحمٰن نے اپنے امکان کی حد تک آخری وقت تک اپنی پشت ڈرائیور گیٹ کی طرف موڑے رکھی ۔میرے اصرار پر بھی وہ اپنی اس ادا کو ترک کرنے پر قادر نہ ہو سکے کہ فرنٹ سیٹ پر تو ہم نے مولانا ابو طاہر اسماعیل صاحب کو بٹھا دیا تھا۔پچھلی سیٹ پر میں اور مولانا فانی صاحب تھے ۔ہم دونوں سے مولانا شمس الرحمٰن کو تلمذ کی نسبت تھی ۔جس نے مختلف صبر آزما معرکوں میں دشمن کے بڑے بڑے تجربہ کار کمانڈروں کو مات دی تھی ۔اسلامی تعلیم ،محمدی اخلاق کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے اساتذہ کی طرف پشت تک کو گوارا نہ کر سکا ۔راستے میں احترام ومحبت کے ملے جلے جذبات نے کبھی اس کی آواز کو اونچا نہ ہونے دیا۔ مجھے برادرم فانی صاحب نے آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ علم ومعرفت کی بلندیوں اور عظمت تدریس کی رفعتوں کے باوصف فنائیت اور کسر نفسی کا یہ عالم ہے ۔مولانا شمس الرحمٰن حقانی خاموش طبع 'نرم خو' انتہائی سادہ' محبت اور ادب وتواضع کا پیکر ،فانی صاحب نے فرمایا: ...... ؎

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

غیرت اسلام کے پیکر:

مولانا ابوطاہر اسماعیل تو طالبان کی ہر ادا پر از خود رفتہ تھے ۔ہم خود اپنے تئیں حیران تھے کہ یا اللہ ! یہ

طالبان کیا مخلوق ہے؟ سخت جان' مضبوط ایمان' فقر و درویشی میں بوذری شان۔فانی صاحب نے کہا: شورش مرحوم سے معذرت کے ساتھ قدرے ترمیم کرتے ہوئے ......

بوذر و سلمان کے اوصاف کے مظہر ہیں یہ
اس صدی میں غیرت اسلام کے پیکر ہیں یہ

تذکرہ حافظ سعید الرحمٰن شہیدؒ کا:

مولانا فانی اور مولانا ابو طاہر اسماعیل اپنے اپنے شاعرانہ اور ادیبانہ ذوق کی بنا پر مناسب اشعار پڑھ پڑھ کر تبادلہ خیال کرتے اور مجھ جیسے بدذوق کے لئے سامان فرحت وانبساط اور اسباب ازدیاد ایمان کے وسائل مہیا کررہے تھے۔بعض فارسی اشعار سے مولانا شمس الرحمٰن حقانی بھی لطف اندوز ہوتے رہے کہ اچانک لنڈی خیر کا مقام آیا تو مولانا شمس الرحمٰن حقانی نے گاڑی روک کر بتایا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں پر حافظ سعید الرحمٰن حقانی، مولانا شیر عالم حقانی میرے ساتھ رات کو اسلحہ ڈپو پر ڈیوٹی دیتے ہوئے مین (بارودی سرنگ) پھٹنے سے شہید ہو گئے تھے۔فانی صاحب نے کہا: آہ، یہ کس کا ذکر چھیڑا کس کا تذکرہ ہوا ......

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میری نطق نے بو سے میری زبان کے لئے

مولانا سعید الرحمٰن ایک مخلص ساتھی' میرے شب و روز کے ہمسفر' ہم پیالہ وہم نوالہ' خدمت ومحبت میں سب سے آگے، فانی صاحب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کلیم عاجز کے یہ اشعار سنائے ......

دنیائے عشق وادی پر خار ہی سہی
اب تو جنوں کو برہنہ پا کر چکے ہیں ہم

ہاں شوق سے حوالۂ دارورسن کرو
اے دوست! اب تو جرم وَفا کر چکے ہیں ہم

کس کس جگہ بیاضِ وطن سے مٹاؤ گے
ہَر ہَر ورق پہ مہر وَفا کر چکے ہیں ہم

(ماخوذ از صدائے شریعت مئی ۱۹۹۷ء)

☆ ☆ ☆

ترستی ہیں نگاہیں ان کو فانیؔ
پتہ ملتا نہیں اس جان فزا کا

(فانیؔ)